3 مہاتما گاندھی اور خود کفالت

ایک مقصد عام طور پر کسی آدمی سے بڑا ہوتا ہے۔ یقینی طور پر چرخہ مجھ سے بڑا ہے۔ میرے خیال میں اس کے ساتھ ہندوستانی عوام کی بھلائی جڑی ہوئی ہے۔ — ایم۔ کے۔ گاندھی

گاندھی جی کے عقیدے کا پہلا جز، جیسا کہ انھوں نے بذات خود کہا ہے عدم تشدد تھا۔ اس لیے وہ کسی ایسے سماج کو قبول نہیں کر سکتے تھے جو تشدد کو جنم دے۔ انھوں نے کہا کہ حقیقی تہذیب وہاں پائی جائے گی جہاں صنعت نہ پہنچی ہو اور اس نے اپنے اثرات نہ مرتب کیے ہوں۔ ہندوستان برطانوی حکومت کی وجہ سے صنعتوں کے زیر اثر آنے سے قبل اس حقیقی تہذیب کی نمائندگی کرتا تھا۔

خود کفالت اور دستکاری کے متعلق سے مہاتما گاندھی کے خیالات صنعت اور صنعتی سماج کے ان کے نظریہ سے بلا واسطہ تعلق رکھتے تھے۔ گاندھی جی کا خیال تھا کہ صنعتی معاشرے اشیا کی کبھی نہ ختم ہونے والی پیداوار پر مبنی ہیں۔ اس کی وجہ سے لالچ بڑھا اور اس کے نتیجے میں مقابلہ جاتی صورتِ حال پیدا ہوئی۔ اور اس کا حتمی نتیجہ تشدد اور جنگ تھا۔

میں جس چیز کا مخالف ہوں وہ مشین کے تئیں جنون ہے۔ ان کا یہ جنون ان کے مطابق محنت کو کم کرنے والی مشینوں کے لیے ہے۔ آدمی محنت کو کم کرنے کی راہ پر چل پڑا ہے جب کہ ہزاروں لوگ بے کار ہو جاتے ہیں اور وہ سڑکوں پر بھوکوں مرنے کے لیے چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ میں وقت اور محنت دونوں کے بچانے کے حق میں ہوں لیکن یہ صرف انسانیت کے ایک حصہ کے لیے نہیں ہونا چاہیے بلکہ تمام انسانوں کے لیے ہونا چاہیے۔ میں دولت کا ارتکاز چاہتا ہوں لیکن صرف چند ہاتھوں میں نہیں بلکہ سارے ہاتھوں میں۔

— ایم۔ کے۔ گاندھی

ینگ انڈیا، 13 نومبر 1924

© NCERT not to be republished

کو نہ صرف یہ کہ برطانوی سیاسی اختیارات کی حدوں سے دور ہونا چاہیے بلکہ مغربی تہذیب کے اثرات سے بھی محفوظ ہونا چاہیے۔

خود کفالت کا تصور

تاہم ان تصورات کو عملی شکل دینے کے لیے ہندوستانیوں کو گاؤں کے تمام ہنر اور دستکاری کو زندہ کرنے اور اس کا تحفظ کرنے کی ضرورت ہے۔ ان دستکاریوں میں گاندھی جی نے جس ہنر پر سب سے زیادہ زور دیا وہ چرخہ چلانا اور کپڑے بُننا تھا۔ انھوں نے لکھا ہے'' وہ کون سا کام ہے جس کی کروڑوں ہندوستانیوں کو فی الوقت ضرورت ہے جسے ہر کوئی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے اور بہرہ مند ہوسکتا ہے، جو بہ آسانی کیا جاسکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس سے کروڑوں بھوکے شہریوں کو زندگی گزارنے میں بھی مدد ملے گی؟ اور جواب آیا کہ اسے کھادی کی آفاقیت سے یا پھر چرخہ سے جو ان حالات میں سازگار ثابت ہوسکتا ہے۔'' سوت کا تنا ہندوستانی دستکاری کا ایک لازمی حصہ ہے اسے بہرحال عام انسانوں کی زندگی کا ضروری حصہ بنانا ہے۔ اس سے عام آدمی خود کفیل ہوگا اور اس طرح یہ ان کی زندگی کا سہارا بھی ہوگا۔ اگر غریب ہندوستانیوں کو خوشحال بنانا ہے تو انھیں روزگار اور زندگی گذارنے کے ضمنی یا متبادل ذرائع کی ضرورت ہوگی۔ وہ محض زراعت پر منحصر نہیں رہ سکتے۔ گاندھی جی نے کہا کہ چرخہ چلانا اور کچھ حد تک ہاتھ سے بُنائی کرنا ضمنی یا متبادل ذرائع بن سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا: ''یہ صنعت ہندوستان میں سوڈیڑھ سو سال قبل ترقی پر تھی اور اس وقت لوگ اس قدر غریب نہیں تھے جتنا کہ آج ہیں۔''

اس طرح جس گاؤں میں یہ لوگ رہتے ہیں وہ ملوں اور مشینوں پر کم منحصر ہوگا۔ گاندھی جی کے لیے یہ بات کافی اہم تھی کیونکہ مشینیں صنعتی معاشروں کا حربہ تھیں۔ اس طرح کھادی کا پھیلاؤ ملوں اور مشینوں کے اثرات اور انگلینڈ سے کاٹن (سوتی کپڑوں) کی درآمدات کو چنوتی دے گا اور اس سے ہندوستان کے

1921 میں جنوبی ہندوستان کے اپنے دورے کے دوران گاندھی جی نے غریبوں جیسا نظر آنے کے لیے اپنا سر منڈا لیا اور غیر ممالک سے برآمد کیے ہوئے ملوں کے کپڑے کے بجائے کھادی کی ایک دھوتی کو پہننا شروع کر دیا۔ ان کا نیا حلیہ ترک دنیا اور عیش و آرام سے پرہیز کی علامت کا مظہر بھی تھا کیونکہ وہ جدید دنیا کی صارف تہذیب کے بالمقابل ان خصائص کے دلدادہ تھے۔ گاندھی جی نے دوسرے ہندوستانی رہنماؤں جو مغربی طرز کے کپڑے پہنتے تھے، کو بھی ہندوستانی لباس اپنانے کی ترغیب دی۔ انھوں نے ان تمام لوگوں سے اس بات کی بھی گذارش کی کہ وہ ہر دن تھوڑا وقت چرخہ پر بھی گذاریں۔ انھوں نے ان سے کہا کہ سوت کاتنے سے انھیں روایتی ذات پر مبنی نظام کے تحت پھیلی ذات پات کی بندشوں کو توڑنے اور ذہنی اور جسمانی محنت کے بیچ کی دیوار گرانے میں مدد ملے گی۔

— ینگ انڈیا، 13 نومبر 1924

© NCERT not to be republished

گاندھی جی کا کہنا تھا کہ بیسویں صدی میں بھی ہندوستان میں ایسے بہت سے علاقے موجود ہیں جہاں اب تک صنعتیں نہیں لگی ہیں۔ ہندوستان اور اس کی تہذیب کا مستقبل ان گاؤں میں ہے جو آپسی لین دین اور خود کفالت کے آسان اصولوں پر عمل کرتے ہیں۔ گاندھی جی ایسے گاؤں کو ان کی دستکاری پر مبنی معیشت اور ان کی روایتوں کو زندہ کرنا چاہتے تھے نیز اسے ایسے نمائندہ نظام کے طور پر پیش کرنا چاہتے تھے جو صنعت پر مبنی مغربی سماج سے مکمل طور پر مختلف ہو۔ دستکاری کے بارے میں ان کے خیالات ان کی اس پیش بینی پر مبنی تھے۔

سوراج کے معنی

گاندھی جی نے اپنی کئی تصانیف خاص طور پر 'ہند سوراج' میں اپنے اس تصور کو پیش کیا۔ انھوں نے یہ یادداشت 1909 میں برطانیہ سے لوٹتے ہوئے پانی کے جہاز کے اپنے سفر میں لکھی تھی۔ انھوں نے جمہوری نوعیت کے ایک خود کفیل گاؤں کے تصور کے بارے میں لکھا جہاں پر ایک باشندے کی زندگی کا انتظام وانصرام خود اس کے ذمہ ہو۔ گاندھی جی کے فلسفہ کے تحت ملک کے لیے سوراج کا مقصد محض برطانوی حکومت سے سیاسی آزادی نہیں تھا۔ ان کے لیے سوراج کا مطلب کہیں زیادہ مستحکم تھا جس میں ہر فرد کو کسی دوسرے فرد کو نقصان پہنچائے بغیر اپنی زندگی کو گزارنے کی آزادی ہو۔ ان کا سوراج ایسا تھا جس میں ہر فرد خود اپنا حاکم ہو اور اسے اپنی زندگی کو اپنے ڈھنگ سے چلانے کا اختیار حاصل ہو۔ اس سے سماج میں اقتدار اور مرتبے کی نا برابری کا خاتمہ ہوگا اور ایک دوسرے سے مناسب اور مساوی لین دین کو فروغ ملے گا۔

گاندھی جی یقیناً ایسا نہیں چاہتے تھے کہ برطانوی حکومت کی جگہ ایسی حکومت آجائے جس کے تحت مغربی نظام حکومت کے اداروں اور سول سوسائٹی کو گوروں کے بجائے ہندوستانی چلا رہے ہوں۔ یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے 'بغیر انگریزوں کے انگریزی حکومت'۔ انھوں نے لکھا ہے کہ ''اس طرح ہندوستانی انگریز بن جائے گا اور جب یہ انگریز بن جائے گا تو ہندوستان کے بجائے انگلستان کہلائے گا۔ ہم ایسا سوراج نہیں چاہتے۔'' گاندھی جی کے مطابق سوراج

© NCERT not to be republished

ایک خراب چکّر

ٹیکس، محصول اور دیگر پابندیوں کے ذریعہ برطانوی حکومت نے ہندوستان میں سوتی کپڑوں کی پیداوار کی حوصلہ شکنی کی حتیٰ کہ ریشوں سے سوت نکالنے کے لیے انھیں انگلینڈ بھیجا جانے لگا۔ گاندھی جی نے اسے اس طرح بیان کیا:

1. انگریز اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کپاس کو کھیتوں میں ہی خرید لیتے تھے جسے ہندوستانی مزدور سات سنٹ فی دن کی مزدوری پر کھیتوں سے چنتے تھے۔
2. اس سوت کو برطانوی جہاز پر لاد دیا جاتا جو کہ تین ہفتوں کے بحری سفر کے بعد بحر ہند سے ہوتے ہوئے بحر احمر کے نیچے سے بحیرۂ روم کے پار جبرالٹر کے راستے بسکے کی خلیج اور بحر اوقیانوس سے ہوتے ہوئے لندن پہنچتا۔ اس مال برداری پر سو فیصد کے فائدہ کو بھی کم سمجھا جاتا تھا۔
3. لنکا شائر میں اس سوت کو کپڑوں میں تبدیل کیا جاتا۔ وہاں وہ اپنے کام کرنے والوں کو ہندوستانی گنی کے بجائے شیلنگ میں اجرت دیتے۔ یہی نہیں کہ صرف انگریز مزدوروں کو ہندوستانی مزدوروں کے مقابلے زیادہ اجرت ملتی تھی بلکہ انگلینڈ کی اسٹیل کی کمپنیوں کو فیکٹریاں اور مشینیں بنانے کے لیے منافع میں حصہ دیا جاتا تھا۔ اجرت ہو یا منافع ساری رقم انگلینڈ میں ہی خرچ کی جاتی تھی۔
4. تیار مال کو ایک بار پھر برطانوی جہاز پر یورپی جہاز رانی کی شرح پر ہندوستان بھیجا جاتا۔ ان جہازوں کے کپتان، حکام اور دیگر جہاز راں انگریز ہوتے تھے اور انھیں بھی اجرت دی جاتی تھی۔ ہندوستانیوں میں سے انھیں چند لشکروں کو فائدہ پہنچتا تھا جو کہ کشتیوں پر صفائی کا کام کی کچھ سنٹس یومیہ کی اجرت پر کرتے تھے۔
5. ان کپڑوں کو بالآخر ہندوستانی راجاؤں اور زمینداروں کے ہاتھ فروخت کیا جاتا جو کہ ان قیمتی کپڑوں کو ہندوستان کے انھیں غریب کسانوں کے پیسوں سے خریدتے تھے جو سات سنٹ روزانہ کی اجرت پر کام کرتے تھے۔

—— لوئس فشر
دی لائف آف مہاتما گاندھی

© NCERT not to be republished

لوگوں کو صنعتوں کے منفی اثرات سے بغیر کسی تشدد کے آزاد ہونے میں مدد ملے گی کیونکہ صنعتیں ناگزیر طور پر تشدد پیدا کرتی ہیں۔

گاندھی جی بیک وقت کئی کام کر رہے تھے۔ وہ ایک ایسی دستکاری کو زندہ کر رہے تھے جو دیہی زندگی کا ایک اہم جز تھی۔ سوت کاتنے اور کپڑے بُننے سے لوگ خوش حال ہوں گے کیوں کہ اس سے غریبوں کو پاس گزر بسر کرنے کا ایک اور ذریعہ مل جائے گا۔ افراد اور گاؤں زیادہ خود کفیل ہو جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی صنعت کاری کے برے اثرات سے مقابلے کا بڑا مقصد بھی پورا ہوگا۔

not to be republished

کیے ہوئے کنوؤں اور ٹینکوں کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے۔ تعلیم آخری بنیادی نصاب تک لازمی ہوگی۔ جہاں تک ممکن ہو ہر سرگرمیاں باہمی تعاون کی طرح کی بنیاد پر ہوں گی۔

گاندھی جی نے دستکاری بطور خاص سوت کاتنے اور بُنائی کی اہمیت پر کافی زور دیا۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے دیگر اقسام کی دستکاریوں کا بھی ذکر کیا جو کہ گاؤں والوں کا خاندانی پیشہ ہوا کرتی تھیں۔ دستکاری کے فروغ کے نتیجہ میں کسی فرد یا گاؤں کے مجموعی وسائل میں اضافہ ہوگا اور اس طرح دونوں خود کفیل اور خودمختار ہو سکیں گے۔ ان کے نزدیک عدم تشدد پر مبنی دنیا انھیں جگہوں پر پائی جا سکتی ہے

ہندوستان کی آزادی سے چند ماہ قبل گاندھی جی نے لکھا:

چرخہ ہمارے جھنڈے کے مرکز میں ہے۔ یہ کروڑوں لوگوں کے اتحاد اور عدم تشدد کی قوت کی علامت ہے۔ میرے خیال میں چرخہ کے ذریعہ تیار کیا گیا دھاگہ مضبوطی فراہم کرنے والی قوت ہے جو کہ ان کو باندھے رکھے گا جنھیں جھنڈے میں تین رنگوں کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ سوراج کا تمام تانا بانا ہاتھ سے بنائے ہوئے ایک دھاگے پر ٹکا ہے اور میں نے چرخہ کو اپنا مضبوط ترین ہتھیار کہا ہے۔

خود کفیل گاؤں

خود کفالت کا تصور گاندھی جی کے لیے کلیدی اہمیت کا حامل تھا۔ کوئی فرد واحد، کوئی گاؤں یا کوئی ملک اگر خود کفیل ہو جائے تو وہ آزاد ہو سکتا ہے۔ گاندھی جی نے مثالی ہندوستانی گاؤں کو ان الفاظ میں بیان کیا:

ہر گاؤں کی پہلی ذمہ داری اپنے لیے خوردنی فصل اور کپڑے کے لیے اپنا کپاس اگانے کی ہوگی۔ اس کے پاس اپنے مویشیوں کے لیے فاضل زمین اور بچوں اور بڑوں کے لیے تفریح اور کھیل کے میدان ہونے چاہئیں۔ اگر اس کے پاس اس کے علاوہ بھی زمین بچ جاتی ہے تو وہ ان میں گانجہ، تمباکو، افیم اور اس طرح کی چیزوں کو چھوڑ کر نقدی فصل اگا سکتے ہیں۔ گاؤں میں ایک دیہی تھیٹر، اسکول اور عوام کے لیے ہال ہونا چاہیے۔ اس کے پاس پانی کا اپنا نظام ہونا چاہیے تاکہ پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جا سکے۔ یہ کام کنٹرول

مشق

1. ’’سوراج کا تمام تانا بانا ہاتھ سے بنائے ہوئے ایک دھاگے پر ٹکا ہے اور (اسی وجہ سے) میں نے چرخہ کو اپنا مضبوط ترین ہتھیار کہا ہے۔ گاندھی جی کے اس قول کی روشنی میں ان کے سوراج کے تصور کی وضاحت کیجیے۔
2. گاندھی جی کے خود کفیل گاؤں کے تصور کی وضاحت کیجیے۔ کیا آپ کے خیال میں آج اس تصور پر ہندوستان میں عملی عمل ممکن ہے؟ اپنی دلیلوں کے ساتھ مثالیں بھی دیجیے۔
3. گاندھی جی کے تصور کے اہم جز کے طور پر کھادی کا مفہوم بیان کیجیے اور یہ بھی بتائیے کہ آج کے تناظر میں اس علامت کی کیا معنویت ہے؟
4. ’میرے خوابوں کا ہندوستانی گاؤں‘ پر ایک مضمون لکھیے۔
5. گلوبلائزیشن کے اس زمانے میں اپنے علاقے کی کسی دستکاری رکھنے کے سلسلے میں اپنی حکمت عملی تیار کیجیے۔

© NCERT not to be republished

جہاں کارخانوں کی رسائی نہ ہوئی ہو۔ انھیں لگا کہ ہندوستانی گاؤں ان کے اس خیال کی مثال بن سکتے ہیں کیونکہ ان کے زمانے میں ان کے مطابق یہ ایسی جگہیں تھیں جو نسبتاً صنعتوں سے پاک تھیں۔ گاؤں کو ازسرنو زندہ کرنے کے پروگرام، گاؤں والوں کو خودکفیل بنانے اور افراد کو اپنی زندگی گزارنے کا وقار واپس دلانے کے سلسلے میں گاندھی جی کے نزدیک دستکاری انتہائی اہم اور لازمی جز کی حیثیت رکھتی تھی۔ گاندھی جی کے ان تصورات کی تکمیل ابھی باقی ہے۔

بیسویں صدی میں گاندھی جی ایک ایسے فرد واحد تھے جنھوں نے ہندوستانی دستکاری کو گاؤں کی معیشت اور سیاسی آزادی کے تصور کے ساتھ جوڑ کر اسے مکمل گہن سے بچالیا۔ انھوں نے معمولی چرخہ کو حکم عدولی کی علامت میں تبدیل کر دیا کیونکہ انھوں نے لوگوں سے اپنے کپڑے خود بننے کے لیے کہا جو کہ برطانیہ کے بنے ہوئے نہیں تھے۔ اس طرح یہ خودکفالت اور آزادی کا غیر متشدد اور تخلیقی ہتھیار بن گیا۔

© NCERT not to be republished